گھوڑ دوڑ

اسلامی شریعت کی نظر میں

ملک غلام علی صاحب

پاکستان کی قومی اسمبلی نے مئی ۱۹۷۷ء میں قانونِ انسدادِ قمار بازی (PREVENTION OF GAMBLING ACT) کے نام سے ایک قانون پاس کیا تھا جس کے تحت گھوڑ دوڑ اور ریس کلبوں پر بھی پابندی عاید کر دی گئی تھی۔ جو لوگ اس کاروبار سے خصوصی شغف و انہماک رکھتے تھے ان میں سے بعض نے اس کے حق میں کتبِ حدیث و فقہ سے دلائل پیش کرنا شروع کر دیے ہیں جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گھوڑے پالنا، انہیں مقابلے میں دوڑانا، اُن پر بازی لگانا جائز بلکہ کارِ ثواب ہے۔ جس سیاق سباق اور پس منظر میں یہ استدلال فراہم ہو رہا ہے اس کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ عوام الناس اور حکامِ وقت اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ گھوڑ دوڑ پر موجودہ قانونی بندش اسلام میں جائز نہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کے جو دلائل و شواہد ہمارے سامنے آئے ہیں اُن پر مختصر بحث کر کے ان کی حقیقت واضح کر دی جائے۔

اس ضمن میں سب سے پہلی بات جو قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں گھوڑے پالنے اور انہیں سدھانے کی جو اہمیت و فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور اس پر جس اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس کی اوّلین اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت اور عہدِ نبوی میں گھوڑا ایک اہم ترین آلۂ جہاد تھا اور ایک مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑے کی اہمیت و ضرورت شمشیر و سناں اور تیر و تفنگ سے کسی طرح کم نہ تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ
عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ (الانفال - ۶۰)

(اور تم جہاں تک تمہارے لیے ممکن ہو، قوت اور رتھانوں پہ بندھے ہوئے تیار گھوڑے مخالفین کے لیے مہیا رکھو تاکہ ان سے تمہاری دھاک اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے دوسرے ساتھیوں پر بیٹھی رہے۔)

یہی وجہ تھی کہ جہاد وقتال کے لیے فراہم کردہ گھوڑوں پر زکوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائد نہیں فرمائی۔ حالانکہ دوسرے مواشی پر زکوٰۃ ہے اور جس مجاہد کے پاس گھوڑا ہوتا تھا اُسے پیادہ مجاہد سے مالِ غنیمت کا دگنا حصہ دیا جاتا تھا۔

ہماری نظر سے چند احادیث کے اقتباسات گزرے ہیں جو "اسلام اور گھوڑ دوڑ" کے زیرِعنوان صحیح بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف سے اخذ کیے گئے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ نادانستہ یا دانستہ طور پر نقل کردہ احادیث میں سے کسی کے ساتھ بھی یہ حوالہ نہیں دیا گیا کہ یہ کتاب الجہاد سے منقول ہیں۔ حالانکہ بخاری اور مشکوٰۃ دونوں کے مصنف ان احادیث کو ابواب الجہاد کے تحت لاتے ہیں، جو اس امر کا واضح قرینہ اور ثبوت ہے کہ ان احادیث میں جن گھوڑوں کے پالنے اور دوڑ میں جن کے شریک کرنے کا ذکر ہے ان کا بنیادی مقصد جہاد ہی تھا۔ چنانچہ "اسلام اور گھوڑ دوڑ" کے زیرِعنوان صحیح بخاری، جلد دوم پارہ گیارہ صفحہ ۵۷ - ۵۸ سے جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان میں آخری حدیث نمبر ۸۴ کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدرالدینؒ عینی حنفی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قرطبیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا خلاف فی جواز المسابقة علی الخیل واستعمال الاسلحة لما فی ذلك من التدریب علی الحرب۔

(اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ گھوڑ دوڑ اور ہتھیاروں میں مقابلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس سے جنگی مشق مہارت حاصل ہوتی ہے)۔

امام قرطبیؒ کا یہی قول دوسرے مشہور شارح بخاری امام ابن حجرؒ نے اپنی شرح فتح الباری میں بھی نقل کیا ہے۔ اس سے مزید واضح ہوگیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی اور جس میں حضرت ابن عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرام شریک تھے وہ عسکری تربیت کی خاطر تھی، ورنہ انہی احادیث سے پہلے بخاری کی اسی کتاب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ بعض گھوڑے منحوس بھی ہوتے ہیں اور بعض اپنے پالنے والوں کے لیے افادیت کے بجائے مضرت کا باعث بنتے ہیں۔

ایک حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

واما الرجل الذی ھی علیہ وزر فھو رجل ربطھا فخرا ورباءً ونواء لاھل الاسلام فھی وزر علی ذلک۔

(جس شخص کے لیے گھوڑا رکھنا بوجھ اور گناہ کا باعث ہے، وہ ایسا شخص ہے جو فخر یا نمائش یا اہل اسلام کی مخالفت کے لیے گھوڑا پالے)۔

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

والظاھر ان الواؤ فی قولہ ورباءً ونواءً بمعنی او لان ھذا الاشیاء تفترق فی الاشخاص وکل واحد منھا مذموم علی حدتہ۔

(یہ بات ظاہر ہے کہ ارشاد نبوی میں ریا اور نوا کے ساتھ جو "واؤ" ہے وہ "یا" کے معنی میں ہے، "اور" کے معنی میں نہیں کیونکہ یہ چیزیں یعنی فخر، ریا اور مسلمانوں سے عداوت بسا اوقات ایک ہی شخص میں جمع ہونے کے بجائے الگ الگ مختلف اشخاص میں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک صفت علیٰحدہ علیٰحدہ مذموم ہے)۔

علامہ ابن حجرؒ عسقلانی کے ارشاد سے یہ بات واضح ہوگئی کہ فخر یا نمود و نمائش یا اہلِ دین کی عداوت، ان میں سے ہر خصلت اپنی اپنی جگہ پر قابلِ مذمت ہے اور ان میں سے کوئی ایک علت بھی اگر گھوڑا پالنے اور گھوڑ دوڑ کرانے کی پشت پر کارفرما ہو تو یہ مشغلہ جائز یا کارِ ثواب تو کیا ہوگا اُلٹا موجبِ عتاب و عذاب ہوگا۔

اس کے بعد اب ہم ان روایات کو لیتے ہیں جو گھوڑ دوڑ میں بازی لگانے اور مال لینے کے جواز میں پیش کی گئی ہیں۔ یہ روایات جیسا کہ بیان ہوچکا ہے مشکوٰۃ کتاب الجہاد سے منقول ہیں۔ پھر کتاب الجہاد کا وہ خاص باب جس میں ان کا ذکر ہے، صاحبِ مشکوٰۃ نے اس باب کا عنوان " باب إعداد آلة الجهاد" مقرر فرمایا ہے جس کا ترجمہ یوں ہوگا: جہاد کے ساز و سامان کی تیاری۔ یہ ذیلی عنوان اس امر کی مزید تائید و توضیح کر رہا ہے کہ اس باب میں گھوڑ دوڑ یا تیر اندازی وغیرہ سے متعلق جو احادیث مروی ہیں ان کا تعلق فنونِ حرب اور عسکری تربیت و تمرین سے ہے اور اس میں اگر بازی لگانے اور انعامات وغیرہ کا ذکر ہے تو وہ اسی جہاد کے موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ ان روایات میں سے ایک وہ ہے جو حضرت ابوہریرہؓ

سے مروی ہے اور جیسے مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم ص ۸۹ مطبوعہ نور محمد حدیث نمبر ۱، ۳۷ کے تحت ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں میں اپنا تیسرا گھوڑا شامل کرے (اس شرط پر کہ اگر میرا گھوڑا آگے نکل جائے تو میں دونوں سے بازی لے لوں گا اور اگر نہ نکلا تو میں کچھ نہ دوں گا)، اگر اس شرط کا اس کو یقین ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو اس شرط میں بھلائی نہیں ہے اور اگر اس کا یقین نہ ہو کہ وہ ضرور آگے نکلے گا تو کوئی مضائقہ نہیں، شرح السنہ۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا تیسرا گھوڑا شامل کرے اور اس کو اس کا یقین نہ ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو یہ شرط جوا نہیں ہے اور اگر اس کا یقین ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو یہ شرط جوا ہے)۔

اس ترجمے کے متعلق پہلی قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس میں قوسین کے اندر جو خاصا لمبا فقرہ موجود ہے اور جسے ہم نے خط کشیدہ کر دیا ہے، اس کا اضافہ مترجم نے اپنی طرف سے کر دیا ہے۔ یہ حدیث کے الفاظ یا متن کے کسی حصے کا ترجمہ نہیں ہے۔ اسی طرح آگے ترجمے میں جابجا جو "شرط" کا لفظ آیا ہے یہ بھی مترجم نے بڑھایا ہے، حدیث کے کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہیں ہے۔ مترجم نے یہ اضافے بطور تشریح کیے ہیں۔ لیکن جس قاری کے سامنے اصل حدیث موجود نہ ہو یا جو عربی نہ جانتا ہو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ بھی ارشادِ نبوی اور حصۂ حدیث ہیں۔

اصل حدیث درج ذیل ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ادخل فرسًا بین فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فیہ وان کان لا یومن ان یسبق فلا بأس بہ۔ رواہ فی شرح السنہ وفی روایۃ ابی داؤد قال: من ادخل فرسًا بین فرسین یعنی وھو لا یأمن ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرسًا بین فرسین وقد امن ان یسبق فھو قمار۔

مشکوٰۃ مترجم کے مذکورہ بالا صفحے پر حضرت ابوہریرہؓ سے مروی دوسری ایک حدیث کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ تیراندازی، اونٹ اور گھوڑے سے دوڑ لانے میں مال لینا جائز ہے حالانکہ حدیث میں سبق کا لفظ ہے

جس کی رُو سے مال لینا لازم نہیں آتا، اس لفظ کا مطلب فقط مقابلہ اور مسابقت بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر اس میں مالی شرط یا منفعت کی گنجائش نکالی جائے تب بھی یہاں جس مقابلے کا ذکر ہے وہ مشقِ جہاد ہی سے متعلق ہے۔ چنانچہ امام علی القاری حنفی نے اپنی مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ اس طرح کے مقابلے میں انعام حاصل کرنے کو اِس حالت میں بعض اہلِ علم نے جائز قرار دیا ہے کہ یہ ترغیبِ جہاد اور قتالِ عدو کا ذریعہ ہو۔ پھر فرماتے ہیں۔

وما يدخل فى معناهما مما ليس من عدة الحرب ولا من باب القوة على الجهاد فاخذ المال عليه قمار محظور۔

(اور تیر اندازی اور اسپ رانی کے وہ مقابلے جو جنگی تیاری اور قوت جہاد کی فراہمی میں شامل نہ ہوں، ان پر مال حاصل کرنا جُوا ہے جو ممنوع ہے)۔

(المرقاۃ جزء، ص ۳۲۰ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اب تک کی مختصر بحث اس امر کو واضح اور ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ قرآن، حدیث اور فقہ میں گھوڑے پالنے اور گھوڑ دوڑ وغیرہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہے وہ ان گھوڑوں سے تعلق رکھتا ہے جو آلۂ جہاد و قتال کے طور پر مستعمل ہوں۔ اور ان احکام و ارشادات کا انطباق انہی حالات تک محدود ہے جب تک کہ گھوڑے یا تیر آلاتِ جہاد کے طور پر کام میں لائے جاتے ہوں، ورنہ محض دکھاوے یا لہو و لعب کی خاطر یا پھر آلۂ قمار کے طور پر ان کا استعمال نہ صرف غیر مباح بلکہ مذموم و ممنوع ہے۔ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ صدیوں تک اگرچہ گھوڑا ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا بہترین رفیق کار رہا ہے لیکن اب گھوڑے کی جگہ آرمرڈ کار اور ٹینک نے لے لی ہے۔ اس لیے خالص حرب و ضرب اور جنگی مقاصد کے لیے اب گھوڑے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ حکومت یا فوج کے خاص اصحابِ منصب یا اہلِ کاروں کے لیے اگر زیب و زینت یا آرائشی مقاصد کے تحت گھوڑوں کی ضرورت ہو تو اس کے لیے ریس کلبوں یا جاکی کلبوں کی قسم کے اداروں کی ضرورت نہیں ہے جس میں ہر کس و ناکس اور ہر مرد و زن ٹکٹ لے کر یا بغیر ٹکٹ کے شریکِ کار یا تماشائی کی حیثیت سے شامل ہو جاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ جسے اس مکروہ اور ناپاک مشغلے کی چاٹ لگ جاتی ہے وہ عمر بھر اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ چنانچہ بعض لوگ جو ریس کے رسیا بن چکے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ریس پر پابندی لگ گئی ہے تو انہوں نے "تفریحِ صالح" کے نام

اس کاروبار کو دوبارہ جاری رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا ہے کہ جو لٹریچر انہوں نے مذہبی دلائل پر مشتمل اپنی تائید میں مہیا کیا ہے خود اس میں بھی اس "تفریحِ صالح" کے خلاف اقوال موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ایک کتاب "تہذیب الاسلام" کے چند صفحات ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ یہ شیعہ حضرات کا مسلک واضح کرتی ہے۔ اس کے چودھویں باب، بارھویں فصل صفحہ ۱۵۵ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"سنت ہے کہ تیراندازی اور اسپ دوانی سے غرض محض لہو ولعب نہ ہو بلکہ خاص ورزش مراد ہو کہ خدا کی راہ میں دین و ایمان کو قوت دینے کے لیے اور شیعانِ اہل بیت کو مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے جہاد کریں کہ جس سے بہت بڑا ثواب حاصل ہو۔"

صرف اس ایک اقتباس سے وہ ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے جسے "تفریحِ صالح" کے حامیوں نے بڑی محنت سے گرد و پیش کے استدلال کے بل پر تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جو نیا نظام وہ تجویز کر رہے ہیں وہ جوئے بازی سے پاک ہوگا، وہ نِری تفریحِ صالح ہوگی۔ مگر "تہذیب الاسلام" کے بیان کی رُو سے سنت یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ سے غرض لہو ولعب نہ ہو۔ اگر تفریح سے مراد لہو ولعب کے بجائے ورزش ہو تو جو لوگ محض بیٹھے بٹھائے گھوڑوں کی رفتار گھڑیوں کی مدد سے ناپتے ہیں یا جو محض پنٹر یا بک میکر یا تماشائی ہوتے ہیں وہ کونسی ورزش اور کسرت کرتے ہیں اور وہ سارے لوگ جو اس "تفریحِ صالح" میں کسی طرح حصہ دار بنتے ہیں یا بن سکتے ہیں وہ "خدا کی راہ میں دین و ایمان کو قوت دینے کے لیے کونسا جہاد کرتے ہیں؟ باقی رہا جہاد کا دوسرا حصہ جو "شیعانِ اہل بیت" کو "مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے" ہوگا، اگر اس کے لیے بھی گھوڑے سے دوڑانا ضروری ہے تو مناسب یہ ہوگا کہ "شیعانِ اہل بیت" اور ان کے "مخالفین" ایک دوسرے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے "تیراندازی اور اسپ دوانی" کے مراکز الگ الگ قائم کریں اور پھر جب "مجاہدین" اچھی طرح تربیت پالیں تو ہر گروہ دوسرے کے شر کا قلع قمع کرنے کے لیے میدان کارزار میں اتر کر "مصروفِ جہاد" ہو جائے۔ ابھی ابھی کراچی میں جو فساد اور قتال بین المسلمین ہوا ہے کیا یہ ایسے ہی تربیت یافتہ افراد کا کارنامہ تو نہیں تھا؟

بہرکیف ہماری یہ سوچی سمجھی اور پختہ رائے ہے کہ گھوڑ دوڑ اور ریس کلبوں کے ذریعے سے جس جوئے بازی اور بعض دیگر مکروہ مشاغل کا ارتکاب ہمارے ہاں انگریزی دَور سے اب تک جاری رہا

ہے ان کے سدباب کے لیے شرعاً یہ نہایت ضروری اور ناگزیر ہے کہ "تفریح صالح" یا کسی دوسرے خوشنما اور پرفریب نام کے تحت کسی قسم کی گھوڑ دوڑ کی اجازت قطعاً نہ دی جائے خواہ اس قسم کی تنظیمات قائم کرنے والے لاکھ مرتبہ یہ باور کرانے کی کوشش کیوں نہ کریں کہ وہ کسی قسم کی کوئی شرط یا بازی وغیرہ سے اس کام کو آلودہ نہیں کریں گے۔ جوا اور ریس کا ایسا جنزولاینفک بن کر رہ گیا ہے کہ یہ دونوں لفظ ہمارے ہاں مترادف اور ہم معنی ہو گئے ہیں۔ ایک کا نام لیتے ہی ذہن معاً دوسرے کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ ریسوں میں استعمال ہونے کی بنا پر گھوڑوں کی قیمت ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ دُور دراز کے مقامات سے لوگ سفر کر کے اور ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر گھوڑ دوڑوں میں حصہ لینے کے لیے آتے ہیں اور ہزار در ہزار افراد بلکہ بعض خاندان ایسے ہیں جو اپنا مال اور مال سے بڑھ کر قیمتی متاع یعنی اپنا وقت اس میں ضائع کرتے ہیں۔ حالانکہ جو وقت گذر جاتا ہے کبھی واپس نہیں لوٹ سکتا۔ جن لوگوں کو ایک مرتبہ اس کا چسکا لگ جاتا ہے وہ مرتے دم تک اُسے ترک نہیں کر سکتے۔ اس کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ ریسوں پر پابندی سے پہلے بھی جو لوگ گھوڑ دوڑ نہیں دیکھنے جاتے اور اس میں شرکت نہیں کرتے تھے، انہیں اب بھی کوئی پریشانی یا بے چینی نہیں لیکن جو لوگ اس کے عادی تھے وہی بے تاب اور مبتلائے اضطراب ہیں اور بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی شکل میں "تفریح صالح" کی اجازت ہونی چاہیے۔ آخر اس تفریح و تسکین کی ضرورت ان لوگوں کو کیوں محسوس نہیں ہوتی جو پہلے یہ ذوق و شوق نہیں رکھتے تھے۔

ہمیں اس امر کا پورا یقین حاصل ہے کہ گھوڑ دوڑ میں اب تک جو لوگ دلچسپی لیتے رہے ہیں اگر انہیں کسی شکل میں بھی دوبارہ اسے جاری کرنے کی قانونی اجازت دی گئی تو اس کے ساتھ قمار اور دوسرے سارے فواحش و منکرات آپ سے آپ عود کر آئیں گے جو اب تک اس کا لازمی حصہ رہے ہیں۔ اس خدشے کا پریس میں بھی اظہار ہو چکا ہے کہ اگر شرط لگانے پر پابندی لگائی گئی تب بھی درپردہ یہ لعنت موجود رہے گی۔ (ملاحظہ ہو نوائے وقت لاہور ۲ فروری ۱۹۷۸ء صفحہ اول و ۲۶ فروری، ۲۷ فروری) - اسلامی تعلیمات سے جو روشنی ہمیں ملتی ہے وہ بھی یہی ہے کہ جوئے اور گھوڑ دوڑ کا چونکہ ایک مدت تک چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور دونوں چیزیں لازم و ملزوم شمار ہوتی رہی ہیں اس لیے ایک کے ساتھ دوسری چیز پر بھی جب تک قدغن نہ ہو گی برائی کا دروازہ بند نہ ہو گا۔ اسلام کے احکام و ہدایات اور فلسفۂ قانون سازی میں جن اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان میں ایک اہم اصول "سدباب ذریعہ" ہے۔ یعنی جو اُمور ممنوعات و محرمات کا ذریعہ و وسیلہ بن سکتے ہیں اور بنتے رہے ہیں ان پر بھی دائماً یا کم از کم

اس وقت تک پابندی عائد کر دی جاتی ہے جب تک کہ اُن میں بُرائی کا ذریعہ بننے کی صلاحیت رہتی ہے اور وہ لوگوں کو دوسری ممنوعات کی طرف راغب اور متوجہ کر سکتے ہیں۔ اس کی نہایت واضح مثال یہ ہے کہ جب شراب قطعی طور پر حرام کر دی گئی تو اس وقت ان برتنوں کا استعمال بھی ممنوع کر دیا گیا جن میں شراب بنائی یا رکھی یا پلائی جاتی تھی[1] اور اس حکم کا مخاطب وہ معاشرہ تھا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس جلوہ افروز تھے اور آپ کے ارشادات کی تعمیل اس طرح ہوتی تھی کہ حرمتِ شراب کا حکم سُن کر صحابہ کرام نے مٹکے توڑ دیے تھے اور شراب گلیوں میں بہنے لگ گئی تھی۔ جس کے ہاتھ میں پیالہ تھا اس نے وہیں زمین پر اُسے دے مارا۔ ایسی بے چون و چرا اطاعت و اتباع کے بعد بھی اگر ظرف اور مظروف دونوں کا استعمال ممنوع سمجھا گیا تو آج کس طرح یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ گھوڑ دوڑ یا "تفریح صالح" کی کوئی صورت اپنی دیرینہ غیر صالح آلائشوں سے دفعتہً اور یک دم پاک ہو جائے گی؟

اب ہم اپنی اس بحث کو ایک نہایت مختصر گذارش یا تجویز پر ختم کرتے ہیں۔ وہ تجویز یہ ہے کہ اگر کسی قومی یا عسکری ضرورت کی بنا پر گھوڑوں کی اجتماعی پرورش، نگہداشت اور اُن کی مسابقت کے لیے کوئی کلب یا تنظیم بنانے کی اجازت دی جائے تو اس تنظیم یا ادارے اور اس کے زیر اہتمام مشاغل میں کسی ایسے شخص کا بلا واسطہ یا بالواسطہ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے جو کسی حیثیت سے بھی زمانۂ ماضی میں ریس کلبوں سے وابستہ رہا ہو یا اُن میں آمد و رفت یا ان سے مستقل رابطہ رکھتا ہو۔ اگر ایسا اہتمام نہ کیا گیا تو گھوڑ دوڑ اور جوئے کا باہمی رشتہ منقطع نہ ہو سکے گا۔

---

[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنو عبد القیس کا قبیلہ جب اسلام کے اہم ترین احکام معلوم کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے کلمہ شہادت اور ارکانِ اسلام کی تعلیم دینے کے ساتھ ان چار برتنوں کے استعمال کی نہی فرما دی جو شراب کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ یہ حدیث بخاری، مسلم اور دیگر کتب صحاح میں موجود ہے اور مشکوٰۃ کے ابتداء ہی میں کتاب الایمان کے اندر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے شراب کا سرکہ بنانے کی بھی ممانعت کر دی گئی حالانکہ سرکہ حلال ہے، نشہ آور نہیں۔